برصغیر پاک و ہند اٹھارھویں صدی میں

شاہ ولی اللہ کی اصلاحی کوششیں

☆ طفیل احمد قریشی

اٹھارھویں صدی انسانی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اُس وقت پوری دنیا کے انسانوں میں سیاسی و معاشی کش مکش جاری تھی۔ انگلستان میں عوام اپنے حقوق کے لئے نوابوں اور بادشاہوں سے پارلیمنٹ میں لڑ رہے تھے۔ رُوسو فرانس میں "معاہدہ عمرانی" کا پرچار کر رہا تھا اور وہاں کے لوگ بادشاہ اور جاگیرداروں کے اقتدار کا جوا اُتار پھینکنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ امریکہ میں مقامی تحریکیں زور پکڑ رہی تھیں اور اپنے حقوق کے لئے جنگ آزادی لڑ رہی تھیں۔ یورپی ملکوں کی نظریں ایشیا پر جمی ہوئی تھیں اور وہ ان علاقوں کی دولت سمیٹ کر اپنے ملکوں میں لے جانا چاہتے تھے۔ اُدھر ایشیائی ملکوں میں (جن میں اکثر مسلمان ملک تھے) نہ اتحاد تھا اور نہ لڑنے کی طاقت۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے عوام معاشی طور پر بدحال تھے اور خواص (جاگیردار و امراء) اور حکمران (بادشاہ و سلطان) اپنے اقتدار بچانے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ انہیں عوام کے مسائل سے نہ دلچسپی تھی اور نہ اس طرف توجہ دینے کے لئے ان کے پاس وقت تھا۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ جب ان ممالک میں سے کوئی یورپی ملکوں پر حملہ کرتا تو اپنی لڑائیوں کو بھول کر وہ ایک جگہ جمع ہو جاتے اور جب کوئی یورپی ملک ان ملکوں میں کسی کو ہڑپ کرنا چاہتا تو ان سب کے سامنے اپنے سیاسی مفادات اور حملہ آور ملک سے گٹھ جوڑ کی باتیں سامنے آ جاتیں۔ اسلام کے نام پر اتحاد کہیں نظر نہ آتا تھا۔ غرض یہ کہ مشرق ہو یا مغرب، اسلامی ملک ہوں یا عیسائی حکومتیں ان کی خارجہ پالیسیاں اور جنگیں ملک گیری اور حکمرانوں کے ذاتی مفادات کے ماتحت ہو گئیں جہاں تک داخلی (یعنی ملک کے اندرونی) معاملات کا تعلق تھا عوام جاگیرداروں کی خدمت میں مصروف رکھے جاتے تھے اور [illegible] (حقوق

کا انھیں خیال نہ تھا۔ [1]

شاہ ولی اللہ ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۷۶۳ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ اکسٹھ سال کے عرصہ میں ہندوستان میں گیارہ مغل بادشاہوں نے حکومت کی۔[2] جب آپ پیدا ہوئے تو اورنگ زیب عالم گیرؒ (۱۷۰۷ء - ۱۶۵۸ء) کا دور تھا اور جب آپ کا انتقال ہوا اس وقت شاہ عالم (۱۸۰۶ء - ۱۷۵۹ء) کی حکومت تھی۔ اس دور میں لگاتار حکمرانوں کی تبدیلی کی وجہ ہندوستان کے سیاسی اور معاشی حالات تھے جس سے یہاں کی حکومت اور حکمران بری طرح متاثر ہو رہے تھے۔ یہ سیاسی حالات سیاست کے اکھاڑے میں تو مختلف (سیاسی) پہلوانوں کی شکست و فتح کا باعث بن ہی رہے تھے لیکن عوام معاشی طور پر اس سے براہِ راست متاثر ہو رہے تھے۔ اس دور میں سیاسی کش مکش نے خود حکمرانوں اور حکومت پر کیا اثرات چھوڑے اس کا مطالعہ بھی بڑا ہی دلچسپ ہے۔

جس سلطنت کو بابر اور اکبر جیسے لوگوں نے مختلف ذریعوں سے مضبوط کیا تھا، وہ ان کے جانشینوں کی نااہلی کا شکار ہو گئی۔ یہ لوگ عیش و عشرت میں غرق ہو گئے۔ صوبے خود مختار ہونے لگے اور ہندوستان میں نوابوں اور راجوں کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں بننے لگیں۔ ان بادشاہوں کے چاروں طرف سپہ سالاروں اور امراء کی سازشوں کے جال بچھے رہنے لگے۔ آپس کی تخت نشینی کی لڑائیوں، پارٹی بازیوں اور مختلف باغیانہ قوتوں نے ان کی رہی سہی ساکھ بھی ختم کر دی تھی اور آخر کار شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی عمر کے آخری فرمان روا شاہ عالم کے دور کا نقشہ یہ ہو گیا کہ "سلطنت شاہ عالم از دہلی تا پالم"۔

---

[1] ماخوذ از تاریخ اقوام عالم، متعلقہ ابواب۔

[2] ان کی تفصیل یہ ہے:- (۱) اورنگ زیب عالم گیر (۱۷۰۷ء - ۱۶۵۸ء)۔ (۲) بہادر شاہ اوّل (۱۷۱۲ - ۱۷۰۷ء)۔ (۳) معزالدین جہاندار شاہ (۱۷۱۳ - ۱۷۱۲ء)۔ (۴) فرخ سیر (۱۷۱۹ - ۱۷۱۳ء)۔ (۵) نیکوسیر (۱۷۱۹ء)۔ (۶) رفیع الدرجات (۱۷۱۹ء)۔ (۷) رفیع الدولہ (۱۷۱۹ء)۔ (۸) محمد شاہ (۱۷۴۸ - ۱۷۱۹ء) و محمد ابراہیم (۱۷۲۰ء)۔ (۹) احمد شاہ (۱۷۵۴ - ۱۷۴۸ء)۔ (۱۰) عالم گیر ثانی (۱۷۵۹ - ۱۷۵۴ء)۔ (۱۱) شاہ عالم (۱۸۰۶ - ۱۷۵۹ء)۔

ان مغل حکمرانوں پر سیاسی حالات کی بدولت جو بُرا وقت آیا، اس میں معاشی بدحالی اور بڑھی۔ مغل بادشاہوں میں مرکز (حکومت اور بادشاہ) کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے یہ طریقہ رائج تھا کہ ملک کے علاقے بڑی جاگیروں کی صورت میں تقسیم کر دیئے جاتے تھے۔ جاگیردار خود ٹیکس وصول کرتا تھا۔ علاقے کا انتظام کرتا تھا اور مالیانہ کی سالانہ رقم مرکز کو بھجوا دیتا تھا۔ مرکز کے ساتھ بھی کچھ علاقہ مخصوص کر دیا جاتا تھا اس سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ بادشاہ اور مرکزی حکومت کے مختلف کاموں میں استعمال کی جاتی تھی۔ اس علاقے کو "خالصہ" کہا جاتا تھا۔ دہلی کے ہر دُور اندیش حکمران کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ خالصہ کا علاقہ بڑھایا جائے۔ ایسی صورت میں بادشاہ صوبائی گورنروں اور جاگیرداروں کے رحم و کرم پر نہیں رہتا تھا۔ اور مرکزی دفاتر اور شاہی محلات کے اخراجات کے لئے جس قدر رقم کی ضرورت ہوتی تھی، وہ براہِ راست بادشاہ کو ملتی رہتی تھی۔[1]

شاہ صاحبؒ کے دَور میں خالصہ کے علاقے میں کافی حد تک کمی آگئی تھی، جس سے حکمرانوں کی زندگی پر کافی اقتصادی اثر پڑا۔ "تاریخ عالم گیر ثانی" کے مصنف نے لکھا ہے کہ "صوبہ دہلی کے پرگنے اور چند دیگر صوبوں کے پرگنے جو خالصہ میں شامل تھے اور جن سے بادشاہ کے ذاتی ملازمین کی تنخواہیں ادا ہوتی تھیں، اب ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ سہارن پور جس کے ٹیکس جاگیرداروں کے حوالے کر دیئے گئے تھے، اب نجیب خان روہیلہ کے قبضے میں تھا۔ آگرہ کے قریب کے علاقے جاٹوں کے پاس تھے۔ جے پور کے مادھو سنگھ نے نارنول وغیرہ کے علاقوں پر تسلط کر لیا تھا نتیجہ یہ تھا کہ ایک محل بھی خالصہ میں نہ تھا .... نوبت بایں جا رسید کہ بادشاہ کے دسترخوان کے لئے روپیہ نہ رہا۔ بیگمات بہت سے اخراجات اپنی جیب خاص سے کرتی تھیں۔"[2]

اس لئے شاہ ولی اللہؒ کا خیال تھا کہ خالصہ کا علاقہ وسیع ہونا چاہیئے۔ آپ نے بادشاہ، وزیر اور امراء کے نام جو خط لکھا اس میں اس بات کو خاص طور پر ذکر کیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ کہ خالصہ کو کشادہ تر کرنا چاہیئے خصوصاً وہ علاقہ جو دہلی کے ارد گرد ہے۔ آگرہ، حصار،

---

[1] شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوبات، حواشی ص ۹ - ۱۵۸۔

[2] تاریخ عالمگیر ثانی قلمی نسخہ ص ۲۹-۲۸-۲۲ بحوالہ شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات ص ۱۵۹۔

دریائے گنگ اور سرہند کی حدود تک سب علاقہ یا اس میں سے اکثر حصہ خالصہ ہو کیونکہ امورِ سلطنت میں ضعف کا سبب خالصہ کی کمی اور خزانہ کی قلت ہوا کرتی ہے[1]۔

جب "خالصہ" کا علاقہ دبابر کے دَور میں، صوبہ بہار میں بھی ہوتا تھا تو سرکاری لگان وصول کرنے میں دقت نہ ہوتی تھی اور ایک یہ دَور بھی آگیا کہ خالصہ کا علاقہ دہلی سے پالم تک رہ گیا۔ سستی اور نااہلی کی حد اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ اسے بھی حکومت نے ٹھیکہ پر دے دیا تھا۔ اس ٹھیکہ دینے کے رواج سے ٹھیکہ داروں کے دن تو پھر گئے اور وہ مال دار بن گئے لیکن اس کا اثر یہ ہوا کہ بے چارے عوام پس گئے اور بھاری ٹیکسوں تلے دب گئے۔ دوسری جانب علاقہ چونکہ ٹھیکہ پر ہوتا تھا اس لئے حکومت کے خزانے میں محدود رقم پہنچتی تھی اور وہ بھی وقت پر نہیں۔ سرکاری خزانے اور عوام کی یہ حالت دیکھ کر شاہ ولی اللہؒ نے بادشاہ کو لکھا کہ "خالصہ سے ٹھیکہ دینے کا رواج ختم کر دیا جائے اور اس کے بدلے ایمان دار اور تجربہ کار ملازم ٹیکس وصول کرنے کے لئے مقرر کئے جائیں۔ اس لئے کہ ٹھیکہ دینے سے ملک خراب ہوتا ہے اور عوام پس جاتے ہیں اور ان کی معاشی حالت تباہ ہو جاتی ہے"[2]۔

مرہٹے، سکھ، جاٹ اور روہیلے وغیرہ ملک کے گوشے گوشے میں حکومت کے خلاف بغاوت اور قتل و خون ریزی میں مصروف تھے۔ ان مختلف باغیانہ قوتوں سے مرکز کو کافی نقصان پہنچ رہا تھا۔ گجرات اور مالوہ پر قبضہ کے بعد مرہٹوں نے شہروں اور دیہات کو لوٹنا شروع کر دیا۔ یہ لوگ مغلیہ حکومت کے مختلف علاقوں پر قبضہ کر کے ان سے باقاعدہ لگان وصول کرنے لگے جسے "چوتھ" (چوتھائی حصہ) کہا جاتا تھا۔ جاٹوں نے دہلی اور آگرہ کے درمیان اس قدر ہنگامہ آرائی کی کہ مرکزی حکومت کا ناک میں دم آگیا۔ ان میں سورج مل (جاٹوں کے سردار) نے تو میوات کی حدود سے فیروز آباد تک قبضہ کر کے عوام کو ستایا۔ یہاں تک کہ اس

---

[1] شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوبات ص ۴۲: آں کہ خالصہ را کشادہ تر باید ساخت خصوصاً آں چہ گرداگرد شاہ جہان آباد است تا اکبرآباد تا حصار تا دریائے گنگ تا حدود سرہند ہمہ اش یا اکثرش خالصہ شریفہ باشد کہ موجب ضعف امورِ سلطنت کمی خالصہ وقلت خزانہ است۔

[2] ایضاً ص ۴۳: آں کہ رسم اجارہ از خالصہ باید برانداخت۔ امین متدین کارشناس را در ہر محلے نصب می باید نمود در اجارہ دادن ملک خراب شود و رعیت پائمال و بدحال۔

علاقے میں مسلمانوں کو یہ مجال نہیں تھی کہ وہ آذان اور نماز جاری کر سکیں۔ اس شخص نے (۹ مئی ۱۷۵۲ء کو) پرانی دلی کو خوب لوٹا۔ لوگ اس قدر پریشان ہوئے کہ گلیوں میں در بدر مارے مارے پھرنے لگے۔ پاگلوں کی طرح ہر شخص پریشان تھا اور بہت سے لوگوں نے اس مصیبت سے نجات پانے کے لئے خودکشی کر لی۔[1]

عوام کی دولت ان مختلف سیاسی قوتوں کے ہاتھوں لٹتی رہی اور حکومت کا سرمایہ ان قوتوں کی بیخ کنی پر صرف ہوتا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرکزی خزانے میں پیسہ نہ رہا۔

مرکزی خزانے پر بحث کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ مختلف صوبوں کی آمدنی کا تذکرہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے محصولات اس وقت بھی سات کروڑ سے کم نہیں ہیں۔ لیکن یہ محصول اس وقت تک صوبہ داروں کی طرف سے نہیں بھیجے جاتے جب تک کہ مرکز میں حکمران طاقت ور نہ ہو، ورنہ ایک کوڑی بھی ملنا مشکل ہے۔ چند لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ صوبہ دار مرکزی حکومت سے ٹکر صرف اسی لئے لینے کی جرأت کرتے ہیں کہ وہ مرکز کو تو کچھ دیتے نہیں اور ان کے پاس بے بہا دولت جمع ہو گئی ہے۔ یہ سب کچھ ان (مغل) بادشاہوں کی غفلت کا نتیجہ ہے۔[2]

ایک طرف مرکزی حکومت کی آمدنی کی یہ حالت اور دوسری جانب بادشاہوں کے ذاتی اخراجات اور عیش و عشرت کی ایک طویل داستان۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اس معاشی ابتری سے بے عملی عام ہو گئی اور جس کا داؤ جدھر لگ گیا اس نے دولت سمیٹنا شروع کر دی۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر شاہ ولی اللہؒ نے بادشاہِ وقت کو لکھا کہ اگر حالات کو سدھارنا ہے تو: "بادشاہ اور امرا عیش و عشرت میں مشغول نہ ہوں، گزشتہ گناہوں پر توبہ کریں اور آئندہ باز آئیں۔"[3]

شاہ ولی اللہؒ کے دور میں مرکزی مغل حکومت کی جو حالت تھی، اُس کی ہلکی سی جھلک دیکھنے کے بعد اعلیٰ طبقے کی حالت دیکھنا بھی ضروری ہے۔ ایک طرف تو مرکز سیاسی حیثیت سے کمزور تھا اور معاشی حیثیت سے بدحال۔ دوسری طرف اسی تناسب سے جاگیردار، بڑے زمیندار اور حکام سیاسی حیثیت

---

[1] شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوب ص ۵۰-۴۶ خط بنام احمد شاہ ابدالی (ہندوستان کے حالات کا ذکر)۔ [2] ایضاً
[3] ایضاً ص ۴۲ خط بنام بادشاہِ وقت؛ آں کہ بادشاہ اسلام و امرار کبار بہ عیش حرام مشغول نشوند از گزشتہ توبہ نصوح بجا آرند و آئندہ اجتناب نمایند۔

سے مضبوط تھے اور معاشی طور پر خزانوں کے مالک۔ سیاسی حیثیت سے مضبوطی تو اس طرح تھی کہ یہ سب لوگ اپنے مشترک مسائل میں ایک ہو جاتے تھے اور جب کسی حکمران کو تخت سے اتارنا ہوتا تھا تو سازشوں کا ایک ایسا تانا بانا سا تیار کرتے کہ چند ہی روز میں لوگ ایک دوسرے شخص کو تخت نشین ہوتا دیکھتے۔ اس دور کی سیاسی تاریخ اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ معاشی طور پر خزانوں کی ملکیت کی بات بھی بالکل واضح ہے۔ ایک طرف حکومت ہے جس کے پاس اخراجات پورے کرنے کے لئے صرف خالصہ کا علاقہ رہ گیا ہے اور خزانے میں مسلسل قلت ہو رہی ہے۔ دوسری جانب عوام ہیں، جو بار بار سیاسی انتشار اور لوٹ مار سے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ پھر بھاری ٹیکسوں اور مہنگائی نے ان کی کمر اور توڑ رکھی ہے۔ سرکاری ملازمین کی حالت اور بدتر ہے۔ رہ گئے یہ لوگ تو سیاسی طور پر تو مضبوط ہیں ہی لیکن معاشی حالت یہ ہے کہ ان کے پاس بڑی بڑی زمینیں اور جاگیریں ہیں۔ اپنے علاقوں کے کرتا دھرتا ہیں۔ جو غلہ آتا ہے ان کے گوداموں میں چلا جاتا ہے عوام سے جو محصولات وصول ہوتے ہیں، ان کی تجوریوں میں بند ہو جاتے ہیں۔ مرکزی حکومت کے خزانے میں مرضی آئی تو مالیانہ کی رقم بھیج دی ورنہ اپنے دوست حاکموں سے معاملہ کر لیا۔ شاہ ولی اللہؒ اس طبقے سے بہت نالاں نظر آتے ہیں جگہ جگہ ان کے اونچے محلات اور حویلیوں کا ذکر کرتے ہیں ان کے لذیذ کھانوں اور عیش و نشاط کے لوازمات پر تنقید کرتے ہیں[1]۔ کبھی کہتے ہیں:۔

اے امیرو! دیکھو! کیا تمہیں خدا کا خوف نہیں آتا۔ تم دنیا کی لذتوں میں ڈوبے جا رہے ہو، جن لوگوں (کسانوں، دست کاروں وغیرہ) کی نگرانی تمہارے سپرد ہوئی ہے ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے ...... تم شرابیں پیتے ہو ...... جسے تم کمزور پاتے ہو اسے ہڑپ کر جاتے ہو۔ جسے طاقت ور دیکھتے ہو اُسے کچھ نہیں کہتے ...... تمہاری ساری ذہنی قوتیں لذیذ کھانوں، نرم و گداز جسم والی

---

[1] تفہیمات جلد اوّل ص ۲۱۶، واقول للامراء یا ایہا الامراء اما تخافون اللہ اشتغلتم باللذات الفانیہ واشرۃ ترکتم الرعیۃ تاکل بعضہا بعضا۔ اما شربت الخمور ..... من رجوتموہ ضعیفا اکلتموہ ومن وجوتموہ قویا ترکتموہ وعتواہ خاصت انکارکم فی لذائذ الطعام ونواعم النساء ومحاسن الثیاب والدور ...... الخ

عورتوں، اچھے کپڑوں اور اونچے مکانوں میں صرف ہوتی ہیں" الخ
سرکاری حکام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ان کے گھروں میں ہر قسم کی دولت جمع ہو گئی ہے اور عوام بدحال ہیں"۔ [1]

جاگیرداروں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی آمدنیاں بے انتہا ہیں دل میں آتا ہے تو مالیانہ دیتے ہیں ورنہ اپنی تجوریاں بھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی دولت واقتدار کے بل بوتے پر حکومت سے ٹکر لیتے ہوئے بھی نہیں گھبراتے [2]۔ یہ بڑے زمیندار اور جاگیردار (جیسا کہ اوپر شاہ صاحبؒ کے خطاب سے ظاہر ہے) اپنے ہم پلہ لوگوں کو تو کچھ نہیں کہتے لیکن غریبوں پر ظلم کرتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ کو خط لکھتے ہوئے شاہ ولی اللہؒ ان کے مظالم کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے لئے بدمعاش (ملاعین) جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں [3]۔ اور کبھی اپنے دور کے جاگیرداروں اور امیروں کی حالت کو قیصر وکسریٰ (سرمایہ دارانہ نظام) سے بھی بدتر بتاتے ہیں [4]۔ اور کبھی ان تمام حالات کو ایک ایک کر کے بیان کرتے ہوئے یہ تنبیہ کرتے ہیں کہ [5]: "جب انسانیت پر (اس قسم کے حالات جیسی) مصیبت نازل ہوتی ہے تو خدا انسانیت کو نجات دلانے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور پیدا کرتا ہے"۔

مرکز کمزور ہونے کی بڑی وجہ اس دور میں فوجوں کی بدنظمی اور بے قاعدگی بھی تھی۔ فوج کے اعلیٰ افسران آپس میں لڑتے رہتے تھے...... دشمنوں سے پوشیدہ خط وکتابت کرتے تھے۔ عام بدنظمی نے فوج کو ایک بے ترتیب ہجوم کی شکل دے دی تھی نہ کوئی عسکری تربیت تھی اور نہ عسکری نظام۔ غیر حاضری کی بڑی سے بڑی سزا یہ دی جاتی تھی کہ ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جاتی تھی۔......... اس فوج میں نہ فاتحانہ عزم تھا نہ سپاہیانہ جذبہ۔ [6]

<u>فوج کے بارے میں یہ تاثر ایک انگریز مؤرخ کا ہے۔ اس تاثر کا حقیقت سے کتنا گہرا تعلق ہے؟</u>

---

[1] شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوبات ص ۵۱ (خط بنام احمد شاہ ابدالی)؛۔ ہر دولت وثروتے کہ ہست درخانہائے ایں ہا (درمتصدیاں وکارکنانِ پادشاہی) جمع شدہ۔ [2] ایضاً ص ۵۰۔
[3] شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوبات ص ۴۲۔ [4] حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ ص ۲۲۵۔ [5] ایضاً ص ۲۲۶-۲۲۷۔
[6] (۱) تاثر سرولزلے ہیگ منقول کیمبرج ہسٹری آف انڈیا جلد IV ص ۳۷۴-۳۷۶ بحوالہ شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوبات حواشی ص ۱۶۲۔ (۲) اردن "مغلوں کی فوج" ص ۹ - ۲۹۶ بحوالہ ایضاً۔

اگر واقعات کی روشنی میں تفصیل سے دیکھا جائے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کی وجہ صرف معاشی بدحالی تھی۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے ہی میں جب کہ احمد شاہ (۱۷۵۴ء-۱۷۴۸ء) مغل سلطنت کا حکمران تھا، تین سال تک فوجیوں کو تنخواہیں نہیں ملیں۔ مجبور ہو کر سپاہیوں نے شور مچا دیا اور محلوں کے دروازے روک کر کھڑے ہو گئے۔ ...... ایک حاکم کا جنازہ چار دن تک پڑا رہا۔ اور فوجیوں نے اس وجہ سے دفن نہ ہونے دیا کہ اس نے ان کی تنخواہیں ادا نہیں کی تھیں۔ چنانچہ احمد شاہ ہی کے دَور میں دکان داروں کو شاہی محلات کے سامان کی فہرست بنا کر دی گئی تاکہ وہ اسے فروخت کریں اور پھر سپاہیوں کی تنخواہیں ادا کی جائیں۔ [1]

اسی دَور میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب فوجیوں نے افلاس اور بدحالی سے تنگ آکر اپنے گھوڑے بیچ دیئے۔ پیدل فوج کے پاس وردیاں نہ رہیں۔ سرکاری جانوروں کو چارہ نہ ملتا تھا اور وہ بھوکے مرنے لگے۔ فوجی اپنے گھروں سے باہر نہ نکلتے تھے اور بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ شاہی سواری کے ہمراہ بھی نہ ہوتے تھے[2] فوج اور سرکاری ملازمین کی یہ معاشی حالت ظاہر ہے شاہ ولی اللہؒ کے سامنے بھی تھی۔ اس کا آپ نے گہرا اثر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ جو خط آپ نے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملے کی ترغیب کے لئے لکھا، اس میں ان حالات کی تصویر بھی کھینچی۔ آپ نے لکھا کہ اس وقت مختلف قسم کے سرکاری ملازمین کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔ بے عملی کا دَور ہے۔ شاہی خزانہ نہیں رہا۔ نقدی بھی ختم ہو گئی۔ سب ملازم تتر بتر ہو گئے اور انہوں نے کاسۂ گدائی (بھیک مانگنے کا برتن) ہاتھ میں لے لیا۔ سلطنت صرف نام کی رہ گئی۔ جب سرکاری ملازمین کا یہ حال ہے تو عوام کی حالت تو اس سے بھی بُری ہو گی۔ [3] (مسلسل)

---

[1] تذکرہ شاکر خان (قلمی نسخہ) ص۳۴ بحوالہ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، حواشی ص۱۶۲۔

[2] (۱) تاریخ عالمگیر ثانی (قلمی نسخہ) ص۲۳-۱۵۔ (۲) مغلیہ سلطنت کا زوال (انگریزی) جلد ۲ ص۳۰۷۔ بحوالہ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، حواشی ص۱۶۳۔

[3] شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص۱۵: "نوکران پادشاہ کہ زیادہ از لکھ آدم بودند ..... کسے غور نمی فرماید کہ باعث بے عملی است و چوں خزانہ نماند۔ نقدی ہم موقوف شد۔ آخر حال ہمہ از ہم پاشیدند و کاسۂ گدائی گرفتہ اند و از سلطنت بجز نامی باقی نماند چوں حال نوکران پادشاہ بایں حد کشید تباہی حال سائران اہلِ بلدان ...... الخ